عدّت

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

تعریف عدت:

زوال نکاح کے بعد خواہ نکاح حقیقتاً ہو یا شبہۃً، جو دخول یا موت سے متاکد ہوا ہو، عورت کا ایک مدت معلومہ تک نکاح ثانی سے باز رہنا عدت کہلاتا ہے۔

تشریح:

شریعت اسلام میں عدت دراصل وہ ایام ہیں جو عورت پر سے شوہر کی ملک تمتع زائل ہونے کے بعد اس کو انتظار میں گزارنے لازم ہوتے ہیں بشرطیکہ شوہر نے اس سے صحبت کی ہو یا خلوت صحیحہ ہوگئی ہو یا شوہر کا انتقال ہوگیا ہو۔ چنانچہ جس عورت سے نکاح بالشبہ کی صورت میں صحبت کی گئی ہو اس پر بھی عدت کے احکام نافذ ہوں گے۔

وجوبِ عدت:

حسب ذیل صورتوں میں عورتوں پر عدت واجب ہوگی:

(۱) نکاح جائز میں دخول یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی جائے یا تفریق ہو جائے۔

(۲) نکاح فاسد میں بعد دخول یا خلوت یا خلوت صحیحہ طلاق دی جائے یا تفریق ہو جائے۔

(۳) نکاح جائز یا فاسد میں شوہر انتقال کر جائے۔

توضیح: دخول سے قبل طلاق یا تفریق کی صورت میں زوجہ پر عدت واجب نہ ہوگی۔

تشریح:

عدت خدائے تعالیٰ کے فرمان کے تحت واجب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

(۱) "والمطلقٰت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء." (۱) (جن عورتوں کو طلاق دی جائے وہ تین حیض تک اپنے تئیں روک رکھیں)۔

(۲) والذین یتوفون منکم و یزرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشرا فاذا بلغن اجلهن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسهن بالمعروف.(۲) (جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ (بیویاں) اپنے تئیں چار مہینے دس دن تک روک رکھیں پھر جب اپنی عدت پوری کر لیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اس میں جو وہ اپنے لئے دستور کے موافق عمل کریں)۔

(۳) "والئی یئسن من المحیض من نساء کم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر والئی لم یحضن." (۳) (تمہاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہو گئیں (ان کی عدت میں) اگر تم کو شبہ پڑے تو ان کی عدت تین مہینے ہے (اور اسی طرح) ان عورتوں کی عدت جن کو حیض نہ آیا ہو)۔

(۴) "واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن" (اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جنیں)۔(۴)

(۵) "ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتب اجله."(۵) (اور عقد کا قصد نہ کرو جب تک مقررہ عدت نہ گزر جائے)۔

اگر کتابیہ عورت کسی مسلمان مرد کے نکاح میں ہو تو اس پر بھی عدت کے وہی احکام واجب ہوں گے جو مسلمان عورت پر واجب ہوں گے۔(۶)

مدتِ عدت:

(۱) بالغہ مطلقہ عورت جس کو حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہے۔

توضیح: اگر شوہر نے زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دی تو ایسی عورت پر تین حیض کامل عدت واجب

۱۔ پارہ ۲، سورۃ البقر، رکوع ۲۸۔ ۲۔ پارہ ۲، سورۃ البقر، رکوع ۳۰۔
۳۔ پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق، رکوع ۱۔ ۴۔ پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق، رکوع ۱۔
۵۔ پارہ ۲، سورۃ البقرہ، رکوع ۳۰۔
۶۔ سراج الوہاج، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری (عربی) مطبع مجیدی کانپور، باب العدت۔

ہوگی اور وہ حیض جس میں طلاق دی گئی ہے تین حیض میں شمار نہ ہوگا۔

(۲) وہ مطلقہ عورت جس کو بوجہ کم سنی، کبرسنی، مرض یا کسی اور وجہ سے حیض نہ آتا ہو، اس کی عدت تین ماہ ہے۔

توضیح: اگر بوقت طلاق یا تفریق حیض آیا ہومگر دورانِ عدت بند ہو گیا ہو ایسی عورت کی عدت تین ماہ ہوگی جو حیض بند ہونے کے وقت سے شمار کی جائے گی۔

(۳) جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی۔

توضیح: اگر شوہر نے طلاق رجعی دی اور عدت کے دوران مر گیا تو عورت پر وفات کی عدت واجب ہوگی یعنی تاریخ وفات سے چار ماہ دس دن۔

(۴) اگر زوجہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے۔

توضیح: اگر طلاق یا تفریق یا شوہر کی وفات کے وقت حمل کے آثار نہ تھے مگر عدت میں حمل ظاہر ہو گیا تو عدت وضع حمل تک ہوگی۔

تشریح:

حیض آنے کی صورت میں:

جب شوہر اپنی زوجہ کو رجعی یا بائن طلاق دے یا دونوں میں طلاق کے علاوہ کسی دوسری صورت میں تفریق ہو جائے اور اس عورت کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض مقرر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء."(۷) لہٰذا جب تک یہ مدت نہ گزر جائے عورت کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا ممنوع ہے۔

اس آیت کے لفظ "قروء" کے معنی میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک اس کے معنی حیض کے ہیں جب کہ امام شافعی کے نزدیک اس کے معنی طہر (زمانہ پاکی) کے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک عدت تین حیض نہیں بلکہ تین "طہر" ہیں۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے "قروء" کے لفظ کو ثلاثۃ یعنی تین کے ساتھ مختص فرمایا ہے اور تین سے مکمل تین مراد لیا جائے گا، نہ کم نہ زیادہ۔ بس اگر کسی شخص نے حالت طہر

۷۔ پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، رکوع ۲۸۔

یعنی پاکی میں طلاق دی (جیسا کہ حکم بھی ہے) تو اس طہر کا کچھ عرصہ ضرور گزر چکا ہوگا پس اگر اس طہر کو عدت میں شمار کیا جائے گا تو عدت تین طہر سے کچھ کم ہوگی اور اگر اس طہر کو شمار نہ کیا جائے تو تین طہر سے زائد ہو جائے گی لہٰذا ''قروء'' سے ''طہر'' مراد لے کر حکم قرآنی پر عمل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

لیکن امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''قروء'' کے پہلے ثلثۃ کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اور ثلثۃ کا لفظ مؤنث ہے اور نحوی قاعدے کے اعتبار سے ممیّز ہے۔ جس کی تمیز قروء ہے اور یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب ممیّز مؤنث ہو تو تمیز مذکر ہوگا۔ قروء مذکر ہے اور اس کے معنی طہر ہی مراد لئے جائیں گے کیونکہ طہر مذکر آیا ہے جب کہ حیض مؤنث ہے۔ لہٰذا قروء کا معنی حیض مراد لینے سے نحوی قاعدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

احناف کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہاں ''ثلثۃ'' کے بعد ''قروء'' کا اعتبار لفظ کے لحاظ سے کیا جائے گا، نہ کہ معنی کے اعتبار سے۔

تجزیہ:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ''قروء'' کا لفظ اپنے معنی کے لحاظ سے مشترک ہے۔ یعنی اس کے معنی حیض کے بھی ہیں اور طہر کے بھی۔ اور یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر ایک لفظ کے دو معنی ہوں اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہوں تو ایک جگہ صرف ایک ہی معنی مراد لیا جا سکتا ہے۔ احناف کے نزدیک قروء کے معنی حیض مراد لینے کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ عدت سے مقصود دراصل رحم کا پاک ہونا ہے اور حیض ہی رحم کا پاک ہونا بتلاتا ہے۔ علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب اور ائمہ کے نزدیک بالاتفاق ایک کنیز کی عدت دو حیض ہے۔ (۸) اس لئے رسول ﷺ کی اس حدیث کو لفظ قروء کے بیان کے ساتھ ملحق کیا جائے تو قروء کے معنی حیض ہی مراد لئے جائیں گے نہ کہ طہر۔ چونکہ قروء کے معنی حیض متعین کرنے کے لئے رسول اللہ کی مذکورہ بالا حدیث سے قرینہ بھی پایا جاتا ہے لہٰذا اس بناء پر حیض ہی مراد لیا جائے گا۔

۸۔ ''طلاق الامة تطليقتان و عدتها حيضتان'' حدیث نبوی۔

جن عورتوں کو حیض نہیں آتا:

جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت تین ماہ ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے:

والائی یئسن من المحیض من نساء کم ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر والئی لم یحضن. (۹) یعنی اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کے معاملہ میں جنہیں حیض سے مایوسی ہو تین مہینے عدت مقرر فرمائی ہے۔

حاملہ کی عدت:

حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن" یعنی حاملہ عورتوں کی عدت یہ کہ وہ اپنا حمل جنیں۔ چنانچہ متعدد حاملہ کے واسطے عدت کی کوئی معین مدت مقرر نہیں۔ اگر طلاق کے چند گھنٹے بعد ہی وضع حمل ہو جائے تو اسی وقت عدت ختم ہو جائے گی۔ (۱۰)

علامہ شعرانی نے اپنی کتاب المیزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ ائمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ عورت مطلقہ ہو یا بیوہ۔ (۱۱)

اگر آئسہ (جس عورت کو حیض نہ آتا ہو) نے کچھ عدت مہینوں کے حساب سے گزاری تھی کہ حمل ظاہر ہو گیا تو عدت کی تکمیل وضع حمل سے ہوگی۔ (۱۲)

تجویز:

پاکستان کے عائلی قوانین آرڈی نینس نمبر ۸ بابت ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ کے تحت حاملہ کی عدت کے احکام کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے کہ حاملہ مطلقہ کی عدت وضع حمل یا تین ماہ (جو زیادہ

۹۔ قرآنِ پاک، پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق، رکوع ۱۔

۱۰۔ جوہرہ بحالہ فتاویٰ عالمگیری، مطبع مجیدی کانپور، کتاب الطلاق، باب العدۃ ہدایہ، برہان الدین مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) قرآن محل، جلد ۲، صفحہ ۴۲۲-۴۳۰۔

۱۱۔ "انفق الائمة علی ان عدة الحامل مطلقاً بالوضع سواء المتوفی عنها زوجها والمطلقة" (المیزان الکبریٰ، علامہ شعرانی، مطبوعہ مصر، جلد ۲، صفحہ ۱۳۵)

۱۲۔ فتاویٰ قاضی خان، کتاب الطلاق، باب العدۃ۔

ہو) ہوگی۔ بعض اصحاب سے بیوہ حاملہ کی عدت کے بارے میں یہ منقول ہے کہ اس کی عدت ۴ ماہ دس دن یا وضع حمل (جو زائد ہو) ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی یہی منقول ہے۔ غالباً زوجہ مطلقہ حاملہ کی عدت کے سلسلے میں اسی قول سے استخراج کرتے ہوئے ہمارے مقننین نے حاملہ مطلقہ کی عدت تین ماہ یا وضع حمل (جو زائد ہو) قرار دی ہے۔ لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق حاملہ مطلقہ یا بیوہ کی عدت مطلقاً وضع حمل ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سورۃ الطلاق جس میں حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل قرار دی گئی ہے سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے اس لئے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سبیعہ اپنے شوہر کے انتقال کے وقت حاملہ تھی اس نے چالیس روز بعد بچہ جنا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکاح کی اجازت دے دی۔

حکم قرآنی، راجح روایات، اتفاق ائمہ اور تعامل امت کے پیش نظر ہم اس نتیجہ پہنچتے ہیں کہ سورۃ الطلاق سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے جس میں حاملہ عورتوں کی عدت کا حکم وضع حمل مطلق اور غیر مشروط انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ چنانچہ حاملہ عورت کی عدت خواہ وہ مطلقہ ہو یا بیوہ صرف وضع حمل ہے۔ اس کی تائید آیت قرآنی "و ان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن" سے بھی ہوتی ہے جس میں حاملہ مطلقہ عورتوں کو وضع حمل تک نفقہ دینے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وضع حمل کے بعد ہی عدت ختم ہو جاتی ہے اس لئے نفقہ کی ذمہ داری بھی ختم ہو جاتی ہے۔ مناسب ہوگا کہ اگر دفعہ ۷ آرڈی نینس مذکور مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں ترمیم کر دی جائے۔

آغازِ عدت:

عدت تفریق یا طلاق یا وفات کے وقت سے واجب ہوگی۔

تشریح:

اگر عورت کو طلاق یا وفات کا علم نہ ہوا ہو یہاں تک کہ عدت کی مدت گزر گئی تو اس کی عدت پوری سمجھی جائے گی۔ (۱۳) یعنی عدت کا آغاز وقت طلاق یا وفات سے شمار ہوگا، نہ کہ عورت

۱۳۔ ہدایہ، قرآن محل، ۳۰۔۴۲۲۔

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

کے علم میں آ جانے سے۔

اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی مگر پھر اس سے مکر گیا، عورت نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا اور گواہ پیش کئے اور عدالت نے یہ قرار دیا کہ شوہر نے طلاق دی تھی تو عدت وقت طلاق سے شمار ہوگی نہ کہ وقت حکم سے۔(۱۴) چنانچہ اگر عدالتی کارروائی کے دوران عدت کی مدت گزر گئی ہو تو عدت پوری سمجھی جائے گی۔

عائلی قوانین آرڈی نینس کی دفعہ ۷ کے تحت یہ کہنا کہ طلاق چیئرمین کو نوٹس ملنے کے نوے یوم تک مؤثر نہ ہوگی۔ عدت کے احکام میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا بھی موجب ہے۔ ضرورت ہے کہ مذکورہ قانون کی دفعات ۷ و ۸ سے پیدا ہونے والے اثرات کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور مناسب ترمیمات کی جائیں۔

سلطان باہو ...... برطانیہ میں

☆☆☆

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے

مشنِ فروغِ اسلام کے سلسلہ میں

دیارِ فرنگ میں

ایک خوبصورت درسگاہ و خانقاہ کا قیام

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

17۔ اسمبر سلے روڈ۔ بالسل ہیتھ برمنگھم فون 0121-440-4096

۱۴۔ خلاصہ، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری (عربی) مطبع مجیدی کانپور، باب العدۃ۔

☆ لا اجتہاد عند ظہور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ☆